رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹

THE AL HAKAM WEEKLY QADIAN

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

دور جدید

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ
یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

اگر خواہی کہ بینی ... قادیاں بینی
... دار الاماں بینی

چندہ سالانہ
... ۴/
... ۶/
... ۱۰/
... ۱۲/
ممالک غیر سے
مدینۃ المسیح
قادیان
ہر انگریزی مہینہ کی ۲۱، ۲۸ ... ہوتا ہے

۲۰ شعبان المکرم سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱/۲۸ نومبر سنہ ۱۹۳۴ء یوم چہار شنبہ

نمبر ۴۲ و ۴۳

اب زمین قادیان محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اس سال کے سالانہ جلسہ پر آنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے

ہمارے سالانہ جلسہ میں صرف اب چند ہفتہ باقی رہ گئے ہیں۔ اسلئے آج ہی سے ہر ایک احمدی کو اس مبارک و مقدس تقریب پر حاضر ہونے کے لئے ...... تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اسلئے کہ اس سال کا جلسہ اپنے اندر تمام سابقہ امتیازات کے سوا ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس سال اس زمانہ کے اصحاب فیل نے ہماری ارض حرم پر ایک ظالمانہ حملہ کیا انکا خیال تھا کہ وہ اپنی آتشی تقریروں سے سلسلہ کی مستحکم و مضبوط دیواروں کو ہلا دینگے۔ مگر وہ

قصر عافیت اس طوفان میں چٹان

کی طرح کھڑا رہا۔ اور اس کو ایک ذرہ لغزش نہ ہوئی۔ وہ آئے اور اپنے سروں کو دوسرے ہی پھوڑ کر چلے گئے۔ اب وہ نئی امنگوں کے ساتھ ہندوستان کے سارے طول و عرض میں ایک حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا منشاء ہے کہ وہ احمدیت کے قصر کو ایکدفعہ ملکر ہلا دیں۔ ہم کو یہ یقین ہے کہ خدا تعالےٰ ان کی

قوتیں سلب

کرے گا۔ ان کے نشوونما کی طاقتیں مار دے گا انکا جوش و خروش

مرغ بسمل

کے تڑپنے سے زیادہ قیمت نہیں رکھے گا مگر پھر بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حملے کے مقابلے کے لئے نئی قوت نئی طاقت سے کھڑے ہوں۔ ہماری قوت اور ہماری طاقت سوائے خدا تعالیٰ کی طاقت اور قوت کے کچھ نہیں اسلئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس کا اہل بنا دیں۔ اور اس کے لئے ضروری ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا

پر عمل کریں۔ اور اس

رسی کو جو آسمان سے ہماری نجات کیلئے اس وقت اتری

مضبوطی سے پکڑ لیں۔ یہ رسی جس نے ہمارے شیرازے کو بکھرنے سے بچا رکھا ہے وہ

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین

کی ذات والا صفات ہے۔ ضرورت ہے اس ارض مقدس میں جسے خدا نے خود ہمارے لئے ارض حرم بنا دیا ہے۔ ہم

سب کے سب جمع ہوں

اور اس پاک وجود کو دیکھ کر اور اس کے منہ سے ان کلمات کو سُن کر جو ہمارے لئے زندگی کا باعث بنتے ہیں۔ ہم ترو تازگی حاصل کریں۔ اِس زمین میں جس میں

سینکڑوں صلحا و ابدالوں کی روحیں آرام کرتی ہیں۔ اور اس زمین جہاں خود

بروزِ محمد

صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات آرام فرما ہیں۔ اور اس مقدس زمین جہاں ملائکہ خدا کے پیارے نبی پر اترا کرتے تھے۔ ہاں

اس پاک زمین پر جہاں آج بھی دعائیں سُنی جاتی ہیں

اور ملائکہ ان دعاؤں کو عرش رب العالمین تک لے جاتے ہیں۔ اور جہاں اس وقت بھی خدا کے پاک فرشتے بروز اپنے برحق

خلیفہ کی تائید

کے لئے اُترتے ہیں ہم سب ملکر۔ اور اپنے آقا کے ساتھ ہوکر دعائیں کریں اور خدا کی نصرت کو جذب کر سکیں۔ تاکہ ہمکو ایک نئی قوت ملے۔ اور نئی طاقت حاصل ہو۔

پس

آج سے تیاری کرو تاکہ ہم مقدس امام کے منہ سے وہ باتیں سُن سکیں۔ جس سے ہمکو نئی زندگی ملے۔ اور ہم

بنیان مرصوص

ہوکر

دشمن کے سامنے صف بستہ

ہو سکیں۔

انصار و الحکم کا اپنا صفحہ

دفتر کی معذرت اور ضروری اعلان

چونکہ اسد فعہ دفتر الحکم کا کاغذ قادیان پہنچنے میں لیٹ ہوگیا جس کی وجہ سے یہ پرچہ تاخیر سے نکل رہا ہے اس لئے آئندہ پرچہ کی تاریخ کو درست رکھنے کے لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس پرچہ کو دو اشاعتوں کا مشترکہ پرچہ بنا دیں۔ اور آئندہ دسمبر کی تین اشاعتوں میں چار چار صفحہ بڑھا کر ۱۶ سے ۲۰ صفحہ کا اخبار شائع کر دیا جائے۔ اسطرح سے احباب کو کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔ احباب نوٹ کریں۔ وباللہ التوفیق۔

(محمود احمد عرفانی)

سیرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

(از حضرت شبنم سرحدی)

چہ خوش مہ جبینے! چہ خوش گلعذارے | چہ خوشگو ہزارے۔ سراپا بہارے
مہ سیم ایرے، گل شعلہ خیزے | چہ نارے! چہ نورے! چہ نورے چہ نالے
حبیبے۔ رقیبے۔ نجیبے۔ لبیبے۔ | خدا آفریدہ چہ زیبا نگارے

چہ زیبا نگارے! چہ زیبا نگارے

امیرے۔ فقیرے۔ شہے خاکسارے | یتیمے۔ یسیرے۔ غنی کامگارے
زمکر و فریب قریشیاں۔ پریشاں | نہ جائے پناہے۔ نہ جائے قرارے
خطر چوں بسر شد شہ بحر و بر شد | شدہ تاجدارے۔ شدہ عفوکارے

زہے عفوکارے! زہے عفوکارے

بتاج غریباں گہر تابدارے | چراغ ضوافشاں بہر کنج تارے
غلاماں ز جور و ز ظلم خدایاں | شب و روز نالاں بحال نزارے
ہمہ را رہا کرد احسانہا کرد | چہ احسانہا کرد آں رستگارے

زہے رستگارے زہے رستگارے

بہر جائے اندوہ و غم غمگسارے | ہژبر ژیانے بہر کارزارے
بہ بزمے شگفتہ۔ بہ رزمے حریفے | بیارے رفیقے بہ خصمے شرارے
حسیراں ازو خوش۔ اسیراں ازو خوش | چنیں بود احمد یل نامدارے

یل نامدارے۔ یل نامدارے

سیرۃ النبی کے جلسوں کے متعلق ضروری اعلانات

(۱) احباب ہر شہر اور گاؤں میں جلسوں کا انتظام فرمائیں۔ اور آج سے ہی کام شروع کر دیں۔ لوگ زیادہ آئیں یا کم۔ عام مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ مدد دیں یا نہ دیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ ان جلسوں کا انتظام کرے۔ تاکہ اس سال گذشتہ سالوں سے زیادہ شاندار جلسے ہو سکیں۔

(۲) لیکچرار صاحبان اپنے لیکچروں کے لئے ضروری معلومات بہم پہنچائیں۔ اور آج سے ہی تیاری شروع کر دیں۔ خاص کر "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر سے فائدہ حاصل کریں جو انشاء اللہ العزیز ۳۰ نومبر تک شائع ہو جائے گا۔ جماعتیں لوکل طور پر لیکچرار مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ امر نوٹ کر لیا جائے کہ جب تک مبلغ کا کرایہ آمد و رفت موصول نہ ہوگا۔ مالی تنگی کی وجہ سے کوئی مبلغ مرکز سے روانہ نہیں کیا جائے گا۔

(۳) مقامی طور پر غیر مسلم لیکچرار مہیا کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔

(۴) جہاں ایک احمدی بھی ہو جلسہ کرنے کی ضرور کوشش کی جائے۔

(۵) جلسہ کے مضامین حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ازدواجی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ

(۲) تبلیغ حق کا فریضہ آپ نے کسطرح ادا فرمایا۔

جلسوں کے معاً بعد مفصل مجھے یہ رپورٹ ارسال فرمائی جائے کہ کتنے لوگ جلسے میں شامل ہوئے اور کن دوستوں نے لیکچر دیئے

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

سپاس تعزیت

میرے والد بزرگوار حضرت ملک نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر احباب جماعت نے جس کثرت اور خلوص دل سے میرے اس صدمہ میں شرکت فرمائی ہے اور جو بذریعہ تار و خطوط میرے شریک غم ہوئے ہیں۔ بوجہ بعض مصروفیتوں کے فرداً فرداً جواب نہیں دے سکا اسلیے اس اعلان کے ذریعہ سے ایسے سب حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوا اُن کے لئے نیک اجر کی دعا کرتا ہوں۔

عاجز

ملک عزیز احمد عفی عنہ

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

روایات حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل قادیان

حضرت حافظ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے فدائیوں میں سے ہیں۔ اور ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک عشق ہے۔ عرصہ دراز سے قادیان میں ہجرت کر کے رہتے ہیں۔ بہت سے احباب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن کریم کے حقائق و معارف سمجھنے کی توفیق دے رکھی ہے۔ آج کے اخبار میں ہم آپ کی روایات شائع کرینگے۔ مگر قبل اس کے کہ ہم آپ کی روایات لکھیں ہم یہ تبلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ آپ کا اس سلسلہ میں داخل ہونا براہ راست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق حاصل کرنے کے بعد ہوا۔

ابتداء میں وہ اپنے والد صاحب کے ارشاد کے ماتحت قادیان میں تشریف لائے تھے۔ ان کے والد صاحب حضرت منشی عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے تھے۔ اور حضرت منشی صاحب کے ذریعہ سے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ہوا تھا۔ اسلئے آپکے والد نے آپسے کہا کہ آپ منشی عبد اللہ صاحب سنوری کے پیر کی بیعت کریں۔ ان کے والد صاحب کو حضرت مسیح موعود کے دعوے کی پوری۔ پوری خبر نہ تھی۔ مگر یہ یقین تھا کہ آپ اسلام کے بڑے بزرگ ہیں۔ حضرت حافظ صاحب اپنے والد صاحب کے ارشاد کے ماتحت لدھیانے تشریف لے گئے اور وہاں حضور کے علاوہ اور تخلیے بھی...... جو حضور سے تعلق رکھتے تھے ملاقات کی۔ مگر بغیر کسی نتیجہ پر پہنچنے کے واپس آگئے

رویا کئی سال کے بعد غالباً ۱۸۹۹ء میں آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا۔ اور آپ سے پوچھا۔ کہ مرزا صاحب جو مہدی اور مسیح کا دعویٰ کرتے ہیں کیا وہ اس دعوے میں سچے ہیں؟ آپ نے فرمایا "ہاں" حافظ صاحب نے پھر عرض کیا کہ حضور قسم کھا کر بتلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"میں آسمان و زمین میں امین ہوں مجھے قسم کی حاجت نہیں"

اسپر حافظ صاحب کی تسلی ہوگئی۔ اور دوسرے دن علی الصباح بیعت کا خط لکھدیا۔ اس خط میں یہ بھی لکھا کہ میں آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سلام عرض کرتا ہوں جو آپ نے اپنی امت کو تلقین فرمایا ہے۔ اس کے جواب میں حضور کا گرامی نامہ آیا۔ حضور نے وعلیکم السلام لکھا ہوا تھا۔ سن ۱۹۰۰ء کے جلسے میں حافظ صاحب پھر قادیان تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حافظ صاحب کو دیر تک قائم رکھے اور خدمت دین کا بہترین موقعہ عنایت فرمائے۔ آمین (ایڈیٹر)

۱

حضور کی اکثر باتوں یا الہاموں کا ظہور اسی وقت ہوجایا کرتا تھا

فرمایا:۔ سن ۱۹۰۰ء میں جب میں پہلی دفعہ حاضر خدمت ہوا۔ تو ایک دن حضرت اقدس سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ سیر میں دوران گفتگو میں آپنے اپنے ایک الہام کا ذکر فرمایا۔ جو اسی روز آپ کو ہوا تھا

جس کے معنی بھی حضور نے خود ہی بتلائے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی کے لئے تیاری کرو۔ اسی دن ظہر کی نماز کے وقت جب حضور تشریف لائے تو آپ کے ہاتھ میں ایک اشتہار دیکھا۔ جو آریہ سماج کی طرف سے موصول ہوا تھا۔ حضور نے

فرمایا کہ اشتہار چیلنج کے طور پر ابھی آیا ہے۔ اور اس میں آریوں نے لکھا ہے کہ ہم آپ لوگوں کو اس اشتہار کے ذریعے اطلاع دیتے ہیں کہ عنقریب ہمارا جلسہ ہونے والا ہے۔ اگر اس جلسے کے موقعہ پر آپ میں سے کوئی نہ آیا۔ تو ہم سمجھیں گے کہ آپ بھاگ گئے۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے ناپاک الفاظ اس میں لکھے ہوئے تھے۔ جن کی غرض یہ تھی کہ کسی طرح حضور جوش میں آکر مقابلے کے لئے آمادہ ہو جائیں اس طرح لڑائی کی آمادگی ظاہر ہوتی تھی۔ اور اس طرح سے وہ بات جو حضور نے سیر کے وقت فرمائی تھی ظہر کے وقت پوری ہوگئی۔

۲

مقدمات کے ایام میں ایک دفعہ حضور علیہ السلام کو گورداسپور جانا تھا۔ مقدمے کی تاریخ سے ایک دن

قبل ظہر کی نماز میں حضور نے فرمایا کہ:۔

"آج ہی چلنا چاہیئے تاکہ صبح کو کچہری کے وقت ہم حاضر ہو سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ رات کو بارش ہو جائے یا کوئی اور روک واقع ہو جائے"

اسی بنا پر حضور علیہ السلام ظہر کے بعد قادیان سے تشریف لے گئے۔

وہ گرمی کے دن تھے۔ ان دنوں میں تھانخانہ میں ٹھیرا ہوا تھا۔ سب دوستوں نے چارپائیاں باہر بچھائی ہوئی تھیں۔ مگر میں نے اپنی چارپائی کمرے کے اندر بچھائی۔ بعض دوستوں نے مجھے کہا بھی کہ چارپائی باہر بچھا دو۔ مگر میں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ بارش ضرور ہوگی۔ اسلئے میں چارپائی اندر رکھوں گا۔ اس رات

آسمان پر کوئی بادل وغیرہ کا نشان نہ تھا۔ نصف رات کے قریب میری آنکھ کھلی۔ اور میں نے دیکھا کہ ابھی تک بارش نہیں ہوئی تھی مجھے خیال گذرا کہ شاید حضور نے یوں ہی فرمایا ہوگا۔ مگر دو چار منٹ بعد معاً بارش شروع ہوگئی اور فجر تک بارش ہوتی رہی۔ تمام راستوں میں پانی بھر گیا۔

(۳)

اسی طرح سنہ ۱۹۰۶ء یا سنہ ۱۹۰۵ء میں حضور کو الہام ہوا کہ "زلزلہ آئے گا۔ اور آج بارش ہوگی" چنانچہ اسی روز شام کو مغرب کے بعد بارش ہوگئی۔

(۴)

ایکدفعہ گرمی کا موسم تھا۔ اور سخت گرمی پڑ رہی تھی حضور ظہر کی نماز میں تشریف لائے آپنے فرمایا:۔

"اب تو گرمی نہایت شدت کو پہنچ گئی ہے بارش کی ضرورت محسوس ہوتی ہے"

حضور ظہر کی نماز پڑھ کر اندر تشریف لے گئے لیکن اسی وقت بادل آیا اور بارش شروع ہوگئی۔ اور شام تک بارش ہوتی رہی۔ اس کے بعد متواتر کئی روز تک بارشیں ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ ایک دن فرمانے لگے کہ "ہمارے قادیان میں تو گرمی ہوتی ہی نہیں۔ اگر ایک دو دن گرمی پڑ جائے تو فوراً بارش ہو جاتی ہے۔"

(۵)

حج نہ جانے کا سبب

ایک دفعہ کسی شخص نے اعتراض کیا کہ آپ حج کو کیوں نہیں جاتے؟ تو حضور فرمانے لگے

"ہمیں حج کو جانے میں کوئی روک نہیں۔ اگر ہم کو آج حکم ہو جائے۔ تو ہم آج ہی چل پڑیں۔ ہم تو حکم کے پابند ہیں۔ جس کام کے واسطے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔ اس کام کا انجام دینا میرا اولین فرض ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت حج کیا جس وقت آپ اُن تمام احکام کو پہنچا چکے تھے۔ جو آپ کے ذمہ تھے۔ او ہم بھی حج اسوقت کر سکتے ہیں۔ جبوقت ہم اس خدمت کو ادا کر لیں جو ہمارے ذمہ لگائی ہے"

(۶)

غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں

ایک شخص نے پوچھا کہ حضور غیر احمدیوں کی نماز مسجد میں ہوتی ہو تو ہم کو نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا ہم لوگ ان کی جماعت کے بعد پڑھیں یا پہلے پڑھیں؟ آپنے فرمایا:۔

"اُن کی جماعت ہوتی رہے۔ تم اپنی نماز الگ پڑھ لو۔ اگر اُن کی نماز باجماعت کی کوئی حقیقت ہوتی تو میں اپنی جماعت کو کیوں حکم دیتا کہ اپنی نماز الگ پڑھا کرو۔ ان کی نماز باجماعت کی خدا تعالیٰ کے حضور کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ تم ہر حال میں نماز پڑھ سکتے ہو"

(۷)

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضور علیہ السلام اندر سے تشریف لائے اور اس دوسرے حصہ میں جہاں آجکل عورتیں نماز پڑھتی ہیں اس میں آکر بیٹھ گئے۔ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور مولوی محمد احسن صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ اور میں بھی حضور کے قریب میں بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں (مولوی عبد الکریم صاحب و مولوی محمد احسن صاحب) کی کسی بات پر تکرار ہوگئی۔ بڑھتے بڑھتے بہت اونچی آواز ہوگئی۔ اور دونوں جوش میں آگئے۔ غالباً وہ بات مولوی صاحب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے متعلق تھی وہ کہتے تھے تم اُن کو کیا سمجھتے ہو۔ وہ کہتے کہ تم اُن کو کیا سمجھتے ہو۔ جب آواز بہت اونچی ہوگئی تو حضور علیہ السلام فرمانے لگے:۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

مولوی عبد الکریم صاحب تو بالکل خاموش ہوگئے۔ اور مولوی محمد احسن صاحب آہستہ آہستہ کچھ منہ میں کہتے رہے۔ یہ وہ گواہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے جس سے آپ کا نبی ہونا ثابت ہے کہ آپ واقعی خدا کے مرسل اور نبی تھے۔

(۸)

حضور کی نبوت پر ایک اور دلیل

ایک دفعہ آپ نے ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"یہ آیت شریفہ جو ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم اس میں کما کا لفظ جو ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس اُمت کے تمام کے تمام خلیفہ نبی ہوں اور وہ خدا کے حضور سے براہ راست نبی کا خطاب پائیں جسطرح انبیاء بنی اسرائیل نے پایا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت میں کوئی خلیفہ ایسا نہیں جس نے دعویٰ نبوت کیا ہو۔ پھر آیت کسطرح ان خلفاء کے متعلق ہو سکتی ہے؟ جناب الٰہی نے چاہا کہ اس زمانہ میں اس آیت شریف کی تکمیل کرے اسواسطے خدا نے میرے نام تمام انبیاء بنی اسرائیل کے نام رکھے۔ تاکہ اس اُمت کا مصداق کامل طور پر پورا ہو جائے اور ہمارے وقت میں اس کی تکمیل ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مقاصد تھے، ایک مقصد خاتم النبیین کہ آپ کے اوپر تمام نبوتیں ختم ہیں۔ دوسرا مقصد یہ آپکی اُمت کے تمام افراد انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔ سو جناب الٰہی نے چاہا کہ تیرہ سو برس تک اس مقصد کی طرف توجہ فرمائے جو خاتم النبیین کا مقصد ہے۔ اور اس زمانہ میں چاہا کہ آپکا وہ مقصد بھی پورا ہو جائے جو آپ کی اُمت انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہو تو اس کو جناب الٰہی نے یکجائی طور پر

میرے زمانہ میں پورا کیا۔ اور ان تمام ناموں سے مخاطب کیا جو انبیائے بنی اسرائیل کے نام تھے۔ اور وہ نبی جن کا ہماری کتابیں ذکر نہیں آیا اُن کے متعلق فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیاء "

⑨

مسئلہ وحدت وجود کا لطیف رد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص آیا جس کا نام غالباً محمد حسین تھا۔ بریلی کا رہنے والا تھا۔ اپنے علاقہ میں وکیل تھا۔ وہ وحدت وجود کے عقیدہ کا آدمی تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا کہ جب میں امرت سر سے گاڑی پر روانہ ہوا تو میرے ساتھ مولوی محمد حسین بٹالوی تھا۔ مجھے پوچھنے لگا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں قادیان جاتا ہوں تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا۔ آپ کو خبر ہے اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ تو میں نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک تو خدائی کا دعویٰ بھی جائز ہے۔ آپ نبوت کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اس بے وقوف کو ان باتوں کی کہاں اطلاع ہے۔ اور نہ اس کو اس بات کا علم ہے کہ دنیا میں کیا کیا مذاہب ہیں۔ اور لوگوں کے کیا کیا خیالات "۔ اس نے کہا کہ حضور میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی گیا۔ اور بڑے بڑے لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کیں۔ اور کوئی میرے سامنے بات نہیں کر سکا۔ آپ نے فرمایا:-

" اس مسئلہ کو صوفیا نے نہیں سمجھا۔ اور بعض نے اس میں غلو کیا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ ابن عربی کو بھی اس میں دھوکہ لگا ہے۔ بعض صوفیا نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انسان خدا کا عین ہو جاتا ہے یہ بات غلط ہے۔ بلکہ بات یہ ہوتی ہے کہ جیسے سورج کی دھوپ دیوار پر پڑتی ہے۔ اور اس کی روشنی سے دیوار روشن ہو جاتی ہے۔ وہ بھی انا الشمس کہتی ہے کہ میں سورج ہوں۔ مگر جب سورج علیحدہ ہو جاتا ہے اور دیوار الگ ہو جاتی ہے۔ تو پھر سورج سورج ہے اور دیوار دیوار ہے۔ اسیطرح بندے اور خدا کا تعلق ہے۔ جس وقت اسکی تجلی بندے پر ہوتی ہے اسوقت اس سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں جن کے اندر الوہیت کی روشنی عوام الناس کو معلوم ہوتی ہے۔ اور اس سے بعض اولیاء کی پرستش لوگوں نے شروع کر دی ہے۔ اور بعض نے دھوکہ سے سمجھ لیا کہ انسان خدا کا عین ہو جاتا ہے حقیقت میں بندہ بندہ ہی ہے اور خدا خدا ہی ہے۔ خدا کی صفات میں سے ہے کہ جس چیز کو وہ کہے کہ ہو۔ وہ ہو جاتی ہے۔ کیا انسان میں یہ خاصہ ہے کہ اپنی بیماری کو یا پیٹ درد کو کہے کہ ہٹ جا تو وہ ہٹ جائے۔ اگر یہ بات نہیں تو کسطرح وہ عین ہو سکتا ہے "

سیر میں آپنے اس پر بہت بسط سے تقریر فرمائی سیر سے واپس آکر اس نے کہا کہ آپنے اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے میں نے کسی عالم سے نہیں سُنا۔

⑩

دنیا سے نجات کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک حکایت جو حضرت مولانا روم نے مثنوی میں طوطے کی لکھی ہے اس کو بارہا دفعہ بیان کرتے تھے۔ آپ بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک تاجر تھا۔ اس نے اپنے گھر میں ایک طوطا رکھا ہوا تھا۔ اس نے ایک دفعہ ہندوستان کی تجارت کا ارادہ کیا۔ اس نے تمام گھر والوں کو کہا کہ بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کیا چیز لاؤں۔ کسی نے کچھ بتایا اور کسی نے کچھ۔ اس نے سب چیزیں اپنی ایک فہرست میں لکھ لیں۔ آخر طوطے سے پوچھا تیرے لئے کیا لاؤں۔ اس نے کہا کہ میرے لئے یہ لانا کہ جہاں بہت سے طوطے جمع ہوں اُن کو میرا سلام پہنچا دینا۔ اس کے بعد وہ تاجر ہندوستان کے سفر میں آیا۔ اور اس کو تجارت میں بہت سا نفع ہوا۔ گھر والوں کے لئے اس نے بہت سی اشیاء خریدیں۔ سب کے بعد اس کو خیال آیا کہ اس طوطے کا پیغام پہنچانا ضروری ہے۔ اس خیال میں وہ جا رہا تھا ایک جگہ وہ کیا دیکھتا ہے کہ درخت پر بہت سے طوطے جمع ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ موقع تو خوب ہے۔ میں اسی جگہ اس کا پیغام پہنچا دوں۔ قریب جا کر ان طوطوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تمہاری جنس کا ایک طوطا میرے پاس موجود ہے اس نے تم کو سلام کہا ہے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ تمام طوطے پھڑک پھڑک کر زمین پر گرنے لگے۔ اور یہ نظارہ دیکھ کر وہ نہایت حیرت زدہ ہو گیا آخر جب گھر آیا۔ اور سب اشیاء تحفہ کی گھر والوں کو دیں تو آخر میں طوطے نے پوچھا کہ صاحب جو پیغام میں نے دیا تھا۔ اس کے متعلق فرمایئے پہنچایا یا نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تیرا پیغام تو میں نے پہنچایا مگر میں نے ایسی بات دیکھی ہے۔ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ طوطے نے کہا آخر جو کچھ واقعہ دیکھا فرمایئے تو سہی۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک جگہ بہت سے طوطے دیکھے اور تیرا سلام پہنچایا۔ میری بات کے سنتے ہی وہ تمام پھڑک پھڑک کر گرنے لگے۔ اس کا کہنا ہی تھا کہ وہ طوطا بھی پنجرے میں دم بخود ہو گیا۔ اس تاجر نے نہایت حیرت زدہ ہو کر اور اس کو مردہ سمجھ کر پنجرے سے نکال کر باہر پھینک دیا۔ یکایک وہ اُڑ کر اس منڈیر پر بیٹھ گیا وہ تاجر پوچھنے لگا کہ بھئی کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میرے سلام کا جواب اُنھوں نے دیا تھا۔ کہ اگر تو نے پنجرے سے نکلنا ہے تو اسطرح کر۔ یہی خلاصی کی تدبیر ہے۔ اُنھوں نے میرے نکلنے کے لئے یہ تجویز بتائی تھی۔ اور میں اس کو عمل میں لایا اور نہایت مجرب ثابت ہوئی۔ تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ:-

" اسی طرح انسان اس دنیا کے پنجرے میں ہے۔ اسکے لئے چاہیئے کہ وہ لوگ جو جناب آلہی کے قرب میں پہنچ چکے ہیں۔ ان کے لئے صلوٰۃ وسلام ہی کی دعائیں کریں۔ تا کہ وہ اس عالم سے جن کیلئے وہ تجاویز تبلائیں کہ جس سے اُنھوں نے اس پنجرے سے نجات پائی ہے یہ بھی نجات پا جائے۔ اور نجات کی ایک ہی صورت ہے کہ انسان دنیا کی طرف سے مر جائے۔ اور دنیا اس کو مردہ سمجھ لے تب ہی انسان اس جہان سے مخلصی پا سکتا ہے "

⑪

بعض اولیاء کا ذکر

حضور علیہ السلام پہلے صوفیا کا بھی اکثر ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک مولوی کسی ولی اللہ کی بیعت کرنے گیا۔ جو زمانے میں مشہور تھا۔ جب اس کے مقام پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ قبلے کی طرف منہ کر کے پیشاب کر رہا ہے۔ دیکھ کر وہ وہیں واپس آگیا کہ اس کو تو اتنا بھی پتہ نہیں کہ اسطرف منہ کر کے پیشاب نہیں کیا کرتے۔ اس کی بیعت کیا کرنی ہے۔ تو رات کو خواب میں اس کو آواز آئی کہ میرے ملنے کا یہی ایک دروازہ ہے۔ تو وہ مولوی صاحب صبح کو پھر دوبارہ لوٹے۔ اور آکر اس بزرگ کی بیعت کی۔

اکثر بزرگوں کے واقعات آپ سنایا کرتے تھے ایک اور بزرگ کا ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مغرب کی ..... نماز پڑھانے لگے۔ ایک مولوی صاحب بھی ان کے پیچھے آکر نماز پڑھنے لگ گئے۔ جب اُنھوں نے الحمد شریف شروع کی تو مولوی صاحب نے سلام پھیر کر اپنی نماز الگ پڑھنی شروع کر دی۔ اور کہا کہ اس شخص کو تو الفاظ بھی صحیح بولنے نہیں آتے۔ اس کے پیچھے نماز کہاں ہو سکتی ہے۔ اپنی الگ نماز پڑھ کر چلا گیا رات کو جب سویا تو خواب کی حالت میں ایک آواز

سنتا ہے کہ یہی ایک نماز تھی جو تو نے ضائع کر دی اگر تو یہ نماز پڑھ لیتا تو تیری پہلی بھی نمازیں سب قبول ہو جاتیں۔

صبح کو مولوی صاحب اُٹھے۔ اور اس شخص کی تلاش میں چلے۔ اور لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ آدمی جس نے کل مغرب کی نماز پڑھائی تھی۔ وہ کہاں ملے گا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ زمیندار آدمی ہے۔ کہیں ہل چلا رہا ہوگا۔ مولوی صاحب کھیتوں میں تلاش کرتے ہوئے اس کے کھیت میں پہنچے۔ دیکھا تو وہ ہل چلا رہا ہے۔ مولوی صاحب نے جا کر پوچھا کہ یہ تو نے فضل کہاں سے حاصل کیا۔ رات میں نے تیرے پیچھے نماز نہیں پڑھی تو مجھے اس قسم کی جناب الٰہی سے خبر ملی۔ اس نے کہا کہ حضور میں تو زمیندار آدمی ہوں مجھے تو نماز کبھی تو وقت پر میسر آتی ہے۔ کبھی نہیں۔ میں ان باتوں کو کیا جانتا ہوں۔ مولوی صاحب نے بہت اصرار کیا تم بات چھپاؤ مت۔ جو اصل بات ہے وہ بتاؤ مجھے آپ کے متعلق جناب الٰہی نے یہ فرمایا ہے کہ تم معمولی انسان نہیں ہو۔ آخر جب اصرار کیا تو اس اللہ کے بندے نے بتلایا۔ کہ مولوی صاحب تم تو الفاظ کو ٹھیک کرتے رہے۔ اور میں دل کو ٹھیک کرتا رہا یہی بات ہے۔ اور اس میں کچھ نہیں۔ تو حضور فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"اصل میں دل کا ہی ٹھیک کرنا ہے اگر انسان کا دل درست ہو جائے تو اس کے تمام اعمال درست ہو جاتے ہیں جس سے جناب الٰہی کا قرب ملتا ہے یہی انسان کی ترقی کا ذریعہ ہے"

(۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد کا ایک واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

ایک دفعہ ہمارے والد صاحب بیمار ہو گئے اور بہت لمبی بیماری ہو گئی۔ ہمارے ہاں ایک ملاں تھا جو والد صاحب کی خبر کو آیا کرتا تھا۔ ایک دن جو اس نے سمجھا کہ مرض کا بہت زور ہے۔ تو وہ نکل کر دروازہ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا کہ کب ان کی وفات ہوتی ہے اور عورتوں کے رونے کی کب آواز آتی ہے جب وہ بہت دیر تک کھڑا رہا۔ تو والد صاحب کی بھی اس پر نظر پڑ گئی تو فرمانے لگے۔ ملاں چلے جاؤ ابھی تو میرے بیس سال باقی ہیں۔ تو کب تک انتظار کرے گا۔ میں طبیب ہوں۔ مجھے اپنی مرض الموت کا پتہ ہے۔ تو وہ بہت شرمندہ ہو کر وہاں سے چلا گیا۔

(۱۳)

ملانوں کی حالت

ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ہمارے والد نے تمام ملانوں کو بلا کر تمام محلے تقسیم کر دیئے۔ چند روز کے بعد ایک ملاں روتا ہوا آیا اور کہا کہ میرے ساتھ تو بہت ظلم ہوا۔ والد صاحب نے کہا کہ ہم نے تو تم کو برابر محلے تقسیم کر دیئے تھے۔ ظلم تو کوئی نہیں ہوا۔ وہ کہنے لگا کہ مرزا جی آپ کو خبر نہیں جو میری تقسیم میں محلہ آیا ہے وہ تمام کے تمام لوگ مدرے (چھوٹے) قد ہیں۔ ان کے کفن کی جو چادر آئے گی اس کی تو ہماری لڑکی کی چنی بھی نہیں بنتی۔

ایک مخالف سلسلہ کے مرنے پر حضور نے فرمایا اس کا جنازہ کس نے پڑھا ہے؟ کسی نے ذکر کیا کہ فلاں ملاں نے فرمایا

"اس کا کیا ہے وہ تو آدمی تھا اس کو تو آٹھ آنہ دیکر چاہے کتے کا جنازہ پڑھالو"

فرمایا کرتے تھے:۔

"ان لوگوں نے دین کو تباہ کر دیا ہے یہ لوگ دین کے دشمن ہیں" پھر فرمایا کرتے تھے:۔ جس نماز کے بدلے اس کے قائم کرنے پر صحابہ کے خون ہو گئے۔ اس کو یہ دنی دنی سیر دانو پر پڑھاتے ہیں۔ کوئی انکے دل میں نماز کی یا اسلام کی عظمت نہیں ہے"

(۱۴)

کہانی کے رنگ میں ایک ملاں کا واقعہ

ایک دفعہ گھر میں حضور علیہ السلام بچوں کو کہانیاں سناتے تھے۔ اس میں حضور نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ ایک مسافر ایک مسجد میں آ گیا اور وہ شخص حج کے ارادے سے جا رہا تھا۔ بڑا نیک آدمی تھا۔ ملاں نے پوچھا آپ کہاں جاتے ہیں اس نے کہا کہ میں حج کو جا رہا ہوں۔ میرے پاس یہ روپیہ ہے تم گھر میں رکھ لو صبح جاتے وقت لے لوں گا۔ تم امام مسجد ہو۔ یہاں کے نیک آدمی ہو۔ وہ روپیہ لے گیا اور گھر میں جا کر رکھا۔ اور بیوی کو کہا کہ ایک مسافر آیا ہے اس کے لئے کھانا پکاؤ۔ کھانا پکا کر اس نے اس میں زہر ملا دیا۔ اور جا کر اس مسافر کو کھانا کھلایا۔ صبح کو جا کر دیکھا تو وہ اندر مرا پڑا تھا۔ لوگوں کو کہا کہ یہ مسافر حج کو جا رہا تھا۔ بڑا نیک آدمی تھا۔ اس کا جنازہ پڑھو اور اسکو اس کے کپڑوں میں دفن کر دو۔ جب اسکو دفن کر دیا اور رات آئی۔ اس نے گھر میں ذکر کیا کہ وہ مسافر فوت ہو گیا۔ اس پر ایک قیمتی چادر تھی۔ میں نے غلطی کی کہ چادر نہ اُتار لی۔ اب کوئی صورت ہے کہ وہ چادر بھی اس کی اُتار لی جائے۔ بیوی نے ہر چند منع کیا کہ کیا ضرورت ہے اس کا سات سو روپیہ جو ہمارے پاس ہے ہم نے چادر کیا کرنی ہے۔ ملاں نے کہا کہ نہیں یہ بات نہیں۔ وہ بہت قیمتی چادر ہے یونہی ضائع ہو جائیگی۔ بیوی کے منع کرتے کرتے وہ کہی لیکر قبر کھودنے چلا گیا۔ عشاء کے بعد کا وقت تھا جا کر وہ قبر کھودنے لگا۔ قبر کھود کر جو وقت وہ چادر اُتارنے لگا تو یکایک ملاں جی کا کچھ حصہ باہر اور کچھ اندر دہیں کا وہیں رہ گیا صبح کی نماز کو لوگ تلاش کرنے لگے۔ بیوی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ رات بعد عشا قبرستان کی طرف گئے تھے۔ لوگوں نے قبرستان جا کر دیکھا تو وہ اسی شخص کی قبر میں کچھ حصہ جسم کا باہر اور کچھ اندر مرا پڑا ہے۔ فرمایا کہ یہ ایسے سخت دل ہوتے ہیں

(۱۵)

حضور جماعت کی ترقی دیکھ کر خوش ہوتے تھے

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو جا رہے تھے میں بھی آپکے ساتھ تھا۔ اور بھی بکثرت دوست تھے۔ جب حضور ریتی چھلہ کے میدان میں بڑ کے درخت کے قریب پہنچے تو آپنے اپنے تمام دوستوں کی طرف دیکھا جو کچھ آگے کچھ پیچھے کچھ دائیں اور بائیں تھے۔ تمام کے تمام نہایت وجد کی حالت میں حضور کے ساتھ تھے۔ آپ دیکھ کر فرمانے لگے کہ اس حالت کو تو آسمان کے فرشتے بھی دیکھتے ہونگے۔ اسوقت حضور کی حالت نہایت سرور اور لذت سے بھری ہوئی تھی اور اپنے دوستوں کی طرف دیکھ کر نہایت خوش و خرم ہوتے تھے پھر چند دن بعد اسیطرح سیر میں تشریف لے جاتے وقت فرمایا کہ:۔

"ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ جنگلوں میں جایا کرتے تھے اور ہم اس سنت کو اسطرح ادا کر لیتے ہیں کہ صبح کیوقت اپنے دوستوں کیساتھ تھوڑی دور تک سیر کر لیتے ہیں"

اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا کسقدر شوق تھا۔ اور آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک سنت پر عمل کرنا چاہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۱۴ نومبر ۱۹۳۴ء)

ہاں ایک گروہ اب بھی ہے جو تزکیہ نفس کے دعوے کرتا ہے۔ وہ صوفیوں اور سجادہ نشینوں کا گروہ ہے۔ مگران لوگوں نے قرآن شریف کو تو چھوڑ دیا ہے۔ اور اپنے ہی طریق اختراع کر لئے ہیں۔ کوئی چلہ کشی کرتا ہے۔ کوئی الا اللہ کے نعرے مارتا ہے۔ کوئی نفی اثبات تو جہ۔ حبس دم وغیرہ میں مبتلا ہیں۔ غرض ایسے طریقے نکالے ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوتے۔ اور نہ قرآن شریف کا یہ منشاء ہے۔ اور نہ کبھی سلسلہ نبوت نے ایسے طریقوں کو پسند کیا۔ غرض یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک انسان ایک پاک تبدیلی نہیں کرتا ہے۔ اور نفس کا تزکیہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف کے معارف اور خوبیوں پر اطلاع نہیں ملتی۔ قرآن شریف میں وہ نکات اور حقائق ہیں جو روح کی پیاس کو بجھا دیتے ہیں۔

کاش دنیا کو معلوم ہوتا کہ روح کی لذت کس چیز میں ہے۔ اور پھر وہ معلوم کرتی کہ وہ قرآن شریف اور صرف قرآن شریف میں موجود ہے۔

دیکھو جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے۔ اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے۔ جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں۔ اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے۔ اور خدا تعالےٰ سے فیض پاتے ہیں۔

تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا۔ وہ ابدال ہے انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنیکا اکیلا باعث نہیں ہوسکتا

اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر امیت غالب ہوتی ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلئے اُمی بھیجا کہ باوجود یکہ آپ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا۔ پھر آپ نے وہ حقائق و معارف بیان کیئے۔ جو دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ و حیران کر دیا۔ قرآن شریف جیسی پاک کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی۔ جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی۔ جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف کتاب وہ لائے۔ جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔

آپ کا امی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقویٰ مطلوب ہے۔ نہ دنیوی چالاکیاں۔

غرض قرآن شریف کی اصل غرض و غایت دنیا کو تقویٰ کی تعلیم دینا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ہدایت کے منشاء کو حاصل کر سکے۔ اب اس آیت میں تقویٰ کے تین مراتب کو بیان کیا ہے الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنھم ینفقون

لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ مگر طوطے کی طرح سے۔ یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے۔ اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سیپارے پڑھ لئے۔ اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا۔ اور ق اور ع کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور اور خوش الحانی سے پڑھنا یہ بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق و معارف پر اطلاع ملے۔ اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر

یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے۔ اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہونگے۔ اگر یہ لوگ جو قرآن شریف کے ق اور عین اور ضاد پر لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی تکفیر پر منہ کھولتے ہیں نظام قرآنی کی قدر کرتے تو انی متوفیک و رافعک الیّ میں میرے ساتھ ہوتے۔ جبکہ وہ دیکھتے کہ قرآن شریف ایک ترتیب کے طور پر ان واقعات کو بیان کرتا ہے۔ جو خارجی طور پر اپنا ایک وجود رکھتے ہیں۔ کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں سوچنا چاہیئے تھا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ قرآن شریف نے کہا کیوں۔ اس کی ضرورت کیا پیش آئی تھی؟

یہودیوں ہی سے پوچھ لیتے تو منہ لگ جاتا اصل بات جس کو میں نے بارہا بیان کیا ہے یہ ہے یہود حضرت مسیح کو ملعون قرار دیتے ہیں۔ معاذاللہ اور اس کا ثبوت وہ یہ دیتے ہیں کہ انھوں نے مسیح کو صلیب کے ذریعہ قتل کر دیا۔ مگر قرآن شریف نے اس الزام کو دور کیا ہے اور یہود کو ملزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے پاک بندوں کو ذلیل نہیں کرتا اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا اس کا سچا وعدہ ہے۔ حضرت مسیح جب صلیب صلیب پر چڑھائے گئے۔ تو ان کو اندیشہ ہوا کہ یہ لوگ مجھے صلیبی موت سے ہلاک کرنے کے موجب ٹھیرے ہیں۔ اور اس طرح پر یہ لعنتی موت ہوگی۔ اس ہلاکت کی گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو یہ بشارت دی کہ میں تجھے طبعی موت سے وفات دونگا۔ اور تجھے رفع کرنیوالا ہوں۔ اور تجھے پاک کرنیوالا ہوں۔ اس آیت کا ایک ایک لفظ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ مگر افسوس یہ لوگ کچھ بھی غور نہیں کرتے اور قرآن کریم کی ترتیب کو بدل کر تحریف کرنا چاہتے ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہ تھا؟ جو یہ

کہدیتا کہ یا عیسیٰ انی رافعک الی السماء پھر وہ کونسی وقت اور مشکل اس کو پیش آگئی تھی جو یا عیسیٰ انی متوفیک ہی کہا۔ غرض اس آیت میں جو ترتیب رکھی گئی ہے۔ وہ واقعات کی بنا پر ہے۔ وہ احمق ہے جو کہتا ہے کہ ترتیب واؤ سے نہیں ہوتی۔ اگر ایک عبی ہے کہ وہ اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو اس کو واقعات پر نظر کرنا چاہیئے۔ اور دیکھے کہ تطہیر رفع کے بعد ہوتی ہے یا پہلے۔ اس تطہیر میں دراصل اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ تیرے بعد ایک رسول آئے گا۔ جو حکم ہو کر تیری نسبت جھگڑے کو فیصل کردے گا۔ اور جس قدر الزامات یہودی تجھپر لگاتے ہیں اُن سے تجھے پاک ٹھیرائے گا۔ تین ترتیبوں کے تو یہ مخالف بھی قائل ہیں۔ یعنی

رافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا

یہ تو مانتے ہیں کہ مرتب کلام ہے۔ اس میں جو کچھ وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وہ پورا ہو گیا۔ جسمانی رفع کے قائل۔ اس میں کچھ نہیں کہہ سکتے کہ مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ جب تین ترتیبوں کے وہ قائل ہیں۔ اور انھوں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ تو توفی کے لفظ کو اٹھانے کی بیفائدہ کوشش کیوں کرتے ہیں۔ بھلا یہ یہودی سیرت اختیار کر کے بتاؤ تو سہی اس لفظ کو رکھو گے کہاں؟ اگر رفع کے بعد رکھو تو واقعات خارجہ کے خلاف ہے۔ رفع اور تطہیر میں فاصلہ نہیں ہے بلکہ رفع کے بعد تطہیر ہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے اس الزام سے کہ وہ نبی بھی نہیں مانتے تھے اور ملعون قرار دیتے تھے۔ اور عیسائی کہتے تھے کہ ابن اللہ اور اللہ ہیں جس کو آسمان پر اُٹھایا گیا۔ اور وہ ہمارے لئے ملعون ہوا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بری کیا ہے۔ یہ دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ ان کو الگ کر سکتے ہی نہیں۔ اور جاعل الذین اتبعوک کو دیکھو۔ تو وہ قیامت تک مطہرک کے بعد کسی دوسرے .... لفظ کو آنے ہی نہیں دیتا۔ پھر اس کو رکھو گے تو کہاں رکھو گے۔ جسطرح پر واقعات ظہور میں آتے۔ اُسی طرز سے بیان کیا ہے۔ اب اُلٹ پلٹ کر کہاں رکھ سکتے ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ تمہیں خدا تعالیٰ کے کلام کے ساتھ اسقدر دشمنی کیوں ہے جو اس کی ترتیب توڑنا چاہتے ہو۔ کیا تم کو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی خدائی ثابت کرو۔ عیسائیوں کے اس مردہ خدا کو کہیں تو مرنے دو۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو

تم کہتے ہو کہ ہم مسیح کو ایک بندہ اور نبی مانتے ہیں۔ دوسری طرف ان کی نسبت ایسے عقیدے رکھنے چاہتے ہو۔ جو ان کو خدا بناتے ہیں۔ اس کی وہی مثال ہے ایک شخص تو کسی کی نسبت کہتا ہے کہ وہ مرگیا۔ مگر دوسرا کہتا ہے کہ مرا تو نہیں۔ مگر نبض اس کی نہیں چلتی۔ بدن بھی ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ سانس بھی نہیں آتا۔

اے دانشمندو! غور تو کرو اس کے مرنے میں کیا شک رہا جس کی زندگی کا کوئی بھی اثر نہیں پایا جاتا۔

کہتے ہو کہ مسیح خدا نہیں۔ مگر مانتے ہو کہ وہ آجتک زندہ ہے۔ اور زمانہ کے اثر سے محفوظ اور لا تبدیل غیر متغیر ہے۔

کہتے ہو کہ مسیح خالق نہیں۔ مگر مانتے ہو کہ وہ اس نے بھی کچھ چڑیاں بنائی تھیں۔ جو ان چڑیوں میں مل گئی ہیں۔

کہتے ہو کہ مسیح عالم الغیب نہیں۔ مگر یہ مانتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے کی چیزوں اور تمہارے گھروں کے ذخیرہ کی اطلاع دیدیتا تھا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر ایک خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان کو دو۔ کچھ تو خدا کا خوف بھی کرو۔ یہی باتیں ہیں جنھوں نے نصاریٰ کی قوم کو جرأت دلا دی ہے۔ اور تمہاری قوم کا ایک بڑا حصہ گمراہ کر ڈالا۔

تمھیں کب خبر ہو گی جب سارا گھر لٹ چکیگا۔ تم میرے ساتھ دشمنی نہیں کرتے مگر اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہو۔ میں نے کونسی انوکھی بات کہی تھی۔ میں تم سے کیا کچھ مانگتا ہوں۔ پھر مجھ سے عداوت کی کیا وجہ کیا اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ ایک ہی کامل الصفات ذات ہے۔ جو عبادت کے قابل ہے اس کے صفات کسی انسان کو نہ دو؟ کیا اس لئے میں کہتا ہوں کہ دنیا میں ایک ہی کامل انسان گذرا ہے۔ جس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ کیا اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ مسیح کے درجات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات سے ہرگز نہ بڑھاؤ اسلئے کہ وہ ان صفات سے ہرگز موصوف نہیں جن سے تم موصوف مانتے ہو خدا کے لئے سوچو! یاد رکھو کہ آخر مرنا ہے اور خدا کے حضور جانا ہے۔

غرض بات یہ تھی کہ قرآن شریف میں ترتیب کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ آیتیں جو میں نے پڑھی تھیں۔ ان میں ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ

ممارزقنھم ینفقون

یاد رکھو اتقا تین قسم کا ہوتا ہے۔ پہلی قسم اتقا کی علمی رنگ رکھتی ہے۔ یہ حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے۔

دوسری قسم عملی رنگ رکھتی ہے جیسا کہ یقیمون الصلوٰۃ میں فرمایا انسان کی وہ نمازیں جو شبہات و وساوس میں مبتلا ہیں کھڑی نہیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یقرؤن نہیں فرمایا۔ بلکہ یقیمون فرمایا ہے۔ یعنی جو حق ہے اس کے ادا کرنے کا۔

سنو! ہر ایک چیز کی ایک علت غائی ہوتی ہے اگر اس سے رہ جاوے تو وہ بیفائدہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک بیل جو قلبہ رانی کے واسطے خریدا گیا ہے۔ اپنے منصب پر اسوقت قایم سمجھا جاوے گا۔ کہ وہ کر کے دکھائے۔ نہ صرف یہ کہ اس کی غرض و غایت کھانے پینے ہی تک محدود رہے۔ وہ اپنی علت غائی سے دور ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ اس کو ذبح کیا جاوے۔ اسیطرح یقیمون الصلوٰۃ سے تو انسان کی الصلوٰۃ تو معراج ہے۔ اور یہ وہ حالت ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق شروع ہوتا ہے۔ مکاشفات اور رویا صالحہ آتے ہیں۔ لوگوں سے انقطاع ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا کی طرف ایک تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ تبتل ہو کر خدا میں جا ملتا ہے۔

صلی جلنے کو کہتے ہیں جیسے کباب بھونا جاتا ہے۔ اسیطرح نماز میں سوزش لازمی ہے جب تک دل بریاں نہ ہو۔ نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا۔

اور اصل تو یہ ہے کہ نماز ہی اپنے سچے معنوں میں اسوقت ہوتی ہے۔ نماز میں یہ شرط ہے کہ وہ

بجمیع شرائط
ادا ہو۔ جب تک ادا نہ ہو
وہ نماز نہیں ہے۔ اور نہ
وہ کیفیت جو صلوٰۃ
میں
میل منا
کی ہے
حاصل
ہوتی
ہے

(باقی آیندہ)

عشاقِ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ

سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی مہاجر قادیان کی زبان سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں حضور کے گرد ایک دیوانوں کا گروہ جمع تھا۔ جن کی زندگی کا لطف حضور کی ذات سے ہی وابستہ تھا۔ حضرت منشی اروڑے خان صاحب ان ہی بزرگوں میں سے ایک تھے۔ آخری عمر میں قادیان میں ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ اور دربار پہ دھونی رماتے دفتر بدر والی کوٹھڑی میں رہا کرتے تھے۔ راکھ کا ایک ڈھیر سامنے تھا۔ اور اپنی زندگی ایک ایسے شخص کی طرح بسر کرتے تھے۔ جس کو اس دنیا سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ سارا دن قرآن خوانی میں گذر جاتا اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے اور کھاتے۔ بیماری آتی تو دوا سے پرہیز کرتے اور کہتے کہ مجھے تو اس کے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بغیر چین نہیں پس مجھے وہاں جانے دو ـــــ ان کی مجلس میں حضرت مسیح موعود کے ذکر کے سوا اور کوئی ذکر نہ ہوتا تھا۔ وہ ایک دل تھا جو عشق و محبت کے طوفان کو تھامے ہوئے تھا۔

ہم سید عزیز الرحمان صاحب قبلہ کے مشکور ہیں کہ انھوں نے الحکم کے نمائندے کو حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ کے وجد انگیز حالات لکھوائے جنکو ہم معمولی تغیر کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

(۱)

حضرت صاحب سے عشق

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک عشق تھا اور وہ سب کچھ حضور پر فدا کر چکے تھے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ ہر ممکن طریق سے اپنے مال کو بچاتے رہتے تھے۔ اور اس طرح سے جمع کرتے۔ جیسے کوئی بخیل مال کو جمع کرتا تھا۔ اور اسی روپیہ کو ایک ہمیانی میں جمع کرتے جاتے۔ اگر کہیں کمیشن پر جاتے تو کمیشن کی فیس اور تنخواہ میں سے جسقدر بچے سب اس ہمیانی میں ڈال لیتے۔ جب وہ بھر جاتی تو میرے پاس (یعنی سید عزیز الرحمٰن صاحب کے پاس) آتے اور مجھے ساتھ لے جا کر اس ہمیانی کو دکھاتے۔ اور کہتے کہ

"ہن نشہ اُتر گیا ہے۔ قادیان چلو
ایہہ ویکھ ہمیانی روپے نال بھر گئی ہے"

کبھی میں کہتا کہ میں تو نہیں جا سکتا تو مجھے دھکا دیکر کہتے کہ "جا"

(یعنی چلے جاؤ) اور آپ تنہا ہی چلے جاتے۔ اور اگر میں کہتا کہ میں چلوں گا۔ تو فوراً سینے سے لگا لیتے اور کہتے کہ

"تو میرا بھرا ہے۔ چل!"

اور بڑی خوشی سے قادیان کا سفر کرتے۔ اور جب قادیان پہنچ جاتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں پر ہمیانی کھولتے۔ اور حضور کے پیروں کے تلے روپیہ ڈال دیتے

(۲)

حد درجہ کا اقتصاد

اس غرض کے لئے اس حد تک اقتصاد کرتے تھے کہ اپنے کھانے میں بھی حد درجہ کی تنگی رکھی تھی۔ آپ کا دوپہر کا کھانا گھر سے کچہری میں ہی آتا تھا۔ جو صرف دو خشک روٹیوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ اور ایک دوست کے گھر سے لسی آ جایا کرتی تھی۔ کچہری کے ایک کونے میں نمک کا ایک ڈلہ رکھا رہتا تھا۔ وہیں کچہری میں بیٹھے بیٹھے نمک کے دو تین چکر دیئے اور اس سے روٹی اس مزے سے کھاتے۔ گویا کہ کوئی بڑی اعلیٰ درجے کی چیز کھا رہے ہیں۔

(۳)

بیمار بیوی چھوڑ کر قادیان چلے آئے

حضرت منشی صاحب حضرت کے حکم اور ارشاد کے سامنے کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت اقدس کا حکم ایسے وقت ملا۔ جبکہ ان کی بیوی سخت بیمار تھی۔ ان دنوں بیماری کا زور تھا اور اس کے دو گلٹیاں نکل آئی تھیں۔ جس وقت حکم ملا اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور گھر سے چادر منگوائی۔ ان کی عادت تھی جب قادیان روانہ ہوتے۔ تو چادر منگوایا کرتے تھے۔ گھر والے فوراً سمجھ جاتے تھے کہ چادر منگوائی ہے۔ یہ ضرور قادیان جائینگے جب چادر کی اطلاع گھر میں آئی۔ تو ان کا بھائی دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ گھر کا یہ حال ہے۔ اور آپ قادیان جا رہے ہیں منشی صاحب فرمانے لگے کہ میں تو رک نہیں سکتا۔ اگر خدانخواستہ انتقال ہو گیا تو دفن کر دینا۔ اور خود قادیان چلے آئے

چند یوم قادیان رہے۔ اور پھر واپس ہوئے۔ تو آپ کو خیال تھا کہ بیوی کا غالباً انتقال ہو گیا ہو گا۔ مگر جب وہ گھر میں گئے تو دیکھا کہ وہ اچھی خاصی تندرست ہے اور گھر میں جھاڑو دے رہی ہے۔

(۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سوال کا جواب خود ہی دیدیتے تھے

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب جب کوئی سوال حضرت سے پوچھنا چاہتے تھے۔ تو اکثر اس کا جواب حضور خود ہی دیدیا کرتے تھے۔ ایکدن منشی صاحب نے دلیری سے پوچھا کہ

"حضور یہ کیا بات ہے کہ میں جو سوال لے کر آتا ہوں آپ میرے پوچھے بغیر ہی جواب دیدیتے ہیں"

آپ نے فرمایا:۔

"منشی جی! یہ کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ آپکے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ یہ سوال کرو میرے دل میں ڈالدیتا ہے کہ یہ جواب دے دو یہ کوئی ایسی بات نہیں"

اس پر چپکے سے میرے کان میں کہنے لگے کہ:۔

"دیکھو اپنے آپکو کیسے چھپاتا ہے۔ اسے سب کچھ معلوم ہے"

(۵)

ذکر حبیب میں مست ہو جاتے

حضرت منشی صاحب کو حضرت سے اسقدر محبت تھی کہ جب قادیان آتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گھر کی خادماؤں کے گھر پر جا کر ڈیوڑھی پر بیٹھ جاتے۔ اور ان سے کہتے کہ مجھے حضرت صاحب کی کوئی بات سناؤ۔ ان مستورات میں سے ایک حضرت شادی خان صاحب کی والدہ بھی تھیں جن کو لوگ دادی کہا کرتے تھے۔ (باقی پھر)

میں کیوں کر احمدی ہوا

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ سابق لالہ ہیرا لعل صاحب کی قلم سے

حضرت شیخ صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے باوجود ہندو گھرانے میں پیدا کرنے کے اسلام کی طرف فطرتاً مائل کر دیا۔ وہ بچپن ہی میں مسلمان ہوئے۔ اسلام کی خاطر بڑے دکھ برداشت کئے۔ مگر پائے ثبات کو لغزش نہ ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کو قبول کر کے آپ کا عشق دل میں پیدا کر لیا۔ اور وہ عشق آجتک ان کے سینے میں چٹکیاں لیتا ہے۔ اور ان کے دل و دماغ میں اس محبوب کی یاد ایسی منقوش ہے کہ کسی وقت اس کا تصور دور نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ ان کے لئے خدا نما ہوا۔ اور اس کے چہرے میں انھوں نے خدا کے جمال کو ملاحظہ کیا۔ ان کے پاس جاؤ ان کی مجلس میں نہ دنیا کا جھگڑا ہے اور نہ دنیا کی باتیں۔ ان کی دنیا ہی کچھ اور ہے۔ الحکم کو یہ جائز فخر ہے کہ وہ اس دور میں شمع احمد کے بیسیوں پروانوں کا حال شائع کر چکا ہے۔ (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود مع التسلیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوالنّاصر

پیدائش و ابتدائی حالات

مجھے اپنی پیدائش کا سنہ صحیح طور پر یاد نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ غالباً ۱۸۷۵ء ہوگا۔ جبکہ میں ضلع لدھیانہ کے ایک قصبہ تلونڈی میں پیدا ہوا۔ اس قصبہ کا ڈاکخانہ کھنہ ہے۔ جو ایک مشہور جگہ ہے۔ میرے والد کا نام گلاب مل صاحب تھا اور ان کی قوم کھتری سابی تھی۔ وہ یونانی اور ویدک طبیب تھے اور اس طب کی وجہ سے اپنے علاقہ میں معروف تھے۔ میری پیدائش پر جیسا کہ میں نے بعد میں سنا ہمارا خاندانی پنڈت آیا تاکہ میری جنم پتری بنائے اس نے میری جنم پتری تیار کرتے ہوئے میرا نام ہیرا لعل اور میرے متعلق اس نے اپنے علم کے ماتحت یہ بات لکھی کہ یہ لڑکا فقیر ہوگا۔

تعلیم

میں جب پانچ برس کا ہوا تو مجھے مدرسہ میں داخل کر دیا گیا۔ میرے ساتھ ایک لڑکا جو مسلمان لڑکا تھا داخل ہوا اس کا نام برکت اللہ تھا خدا کی قدرت کہ میری اور اس کی دوستی ہو گئی۔ اور یہ دوستی بڑھتے بڑھتے بہت پائیدار ہو گئی حتیٰ کہ اپنے والدین سے پوشیدہ طور پر ہم اکٹھے کھانا بھی کھا لیا کرتے تھے۔

جب ہم دونوں تیسری جماعت میں گئے تو میں نے برکت اللہ سے اول سبحانک۔ پھر الحمد شریف۔ پھر التحیات الغرض آہستہ آہستہ نماز سیکھ لی اور اسی طرح وضو کرنا سیکھ لیا۔ میں لباس پاکیزہ رکھتا۔ وضو کر کے غسل کرتا۔ کھانا کھاتا تو بسم اللہ کہہ لیتا۔

اسلام سے محبت

اسطرح بچپن ہی میں مجھے اسلام سے محبت ہو گئی اور اس محبت نے مجھے اسلامی لٹریچر کی طرف مائل کر دیا۔ میں نے مولوی محمد صاحب مرحوم ساکن لکھو کے ضلع فیروزپور کی کتاب احوال الآخرت اور حضرت شیخ عبید اللہ صاحب نومسلم علاقہ پٹیالہ کی کتاب تحفۃ الہند پڑھیں۔ یہ کتاب مزید ہدایت کا باعث ہوئیں جب میرا دل پورے طور سے اسلام سے مطمئن ہو گیا۔ تو میں مکرمی شمس الدین صاحب اہلحدیث ساکن قصبہ تلونڈی کے ہاتھ پر مخفی طور پر مسلمان ہو گیا (یہ صاحب اتبک زندہ ہیں)

حضرت مسیح موعود کا پہلا ذکر

انھوں نے مجھے مسلمان کرتے ہوئے کہا کہ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے اس نے ایک اشتہار شائع کیا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں۔ مصلح اور مامور ہوں اور عنقریب ایک کتاب صداقت اسلام پر تحریر کروں گا۔ اسوقت مجھے نہ ان باتوں کی سمجھ تھی اور نہ خیال تھا۔ اسلیے چند دنوں کے بعد میں نے چاہا کہ میں اپنے اسلام کا اظہار کر دوں۔ اسلیے میں بعض علماء کے پاس لدھیانہ گیا مگر مجھے کسی نے مسلمان نہ کیا اور کہا کہ چونکہ ابھی آپ نابالغ ہیں اسلیے اندیشہ ہے کہ کوئی فتنہ پیدا ہو جائیگا۔ میں پھر مایوس ہو کر بعض دیگر مقامات کے علماء کے پاس بھی گیا۔ مگر سب نے مجھے مایوس کن جواب دیا۔

اپنے والد صاحب کے پاس اظہار اسلام

تب میں نے جرأت کر کے اپنے والد صاحب کے پاس اپنے اسلام قبول کرنے کے ارادے کو ظاہر کر دیا۔ اور یہ بھی کہہ دیا کہ آپ نے جو انتظام کرنا ہے کر لیں تاکہ بعد میں یہ نہ کہیں کہ فلاں مولوی کی وجہ سے یا فلاں شخص کی صحبت کی وجہ سے ایسا ہوا۔ مجھ پر کسی کی صحبت یا کسی مجلس کا اثر نہیں بلکہ محض حضرت رب العالمین کے فضل و کرم نے دستگیری فرمائی ہے کہ میرے دل میں اسلام کو محبوب فرما دیا۔

والد صاحب کے انتظامات

انھوں نے اسی دن سے مجھ پر سخت پابندیاں عائد کر دیں اور مجھے طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے۔ اور سختیاں کرتے رہے۔ اسطرح تین سال گذر گئے مگر یہ سختیاں مجھے میرے ارادے سے ایک ذرہ بھر بھی ادھر سے ادھر نہ کر سکیں۔

تین سال کے بعد میں نے کہا کہ آپ نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب آپ مجھے اجازت دیدیں۔ تب والد صاحب نے کہا کہ اچھا تم کو اجازت ہے اور بیشک تم پکے مسلمان ہو۔ میں اب بدنام ہو جاؤں گا کہ فلاں شخص کا لڑکا ملیچھ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ میں کسی لالچ یا کسی عورت کے لئے مسلمان نہیں ہو رہا۔ بلکہ طالب مولیٰ ہو کر اسلام میں داخل ہو رہا ہوں۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ جن کے گھر میں ایسا لڑکا خدا نے دیا جس کو بچپن ہی سے خدا کی طرف قدم اٹھانے کا شوق ہے اور اس کی توفیق بھی ملی۔ اسوقت کا عجیب نظارہ تھا۔ میرے والد میری والدہ اور میرے عزیز بزرگان سب رو رہے تھے۔ اور میں خود بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور میں بھی رونے لگا۔ اور اسی حالت میں میں نے اپنے والدین اور عزیز و اقارب اور گھر اور وطن کو خدا حافظ کہا۔

مالیر کوٹلہ میں ورود

میں تلونڈی سے چلکر مالیر کوٹلہ گیا۔ مالیر کوٹلہ میں میرے بعض رشتہ دار رہتے تھے۔ خاص مالیر کوٹلہ میں میرے پھوپھی زاد بھائی لالہ شوچند صاحب رہتے تھے میں ان کی برات میں بھی اس سے قبل شامل ہوا تھا۔ موضع باسھا علاقہ ریاست مالیر کوٹلہ میں میرے تایا صاحب لالہ انترام صاحب رہتے تھے۔ یہاں میں نے مولوی محمد صدیق صاحب انبیٹھوی ضلع سہارنپور کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہونے کا فخر حاصل کیا۔ میرا اس دفعہ مشرف ہونا علی الاعلان تھا۔ مولوی صاحب نے نہایت گرمجوشی سے میرا نام احمد رکھا۔ جب میرے رشتہ داروں کو معلوم ہوا۔ اور بعض سکھ بھی ان کے ساتھ ملے اور یہ سب ایک منصوبہ کر کے میرے والد صاحب کیطرف آئے۔ انھوں نے مجھے ہر طرح مجبور کیا اور طرح طرح کے لالچ بھی پیش کئے۔ مگر میں نے خدا کے فضل سے ان سب لالچوں کو رد کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی زیارت

یہاں پر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ سنا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ لدھیانہ تشریف لائے ہوئے ہیں میرے لئے ان دنوں مالیر کوٹلہ کی رہائش ترک کرنا خلاف مصلحت تھا۔ وہ دن میرے لئے بڑے نازک تھے۔ مگر میں نے اپنے غالب شوق اور بعض بزرگان کے مشورے سے بھی یہ فیصلہ کیا کہ میں لدھیانہ جا کر حضرت مرزا صاحب کی زیارت کر آؤں۔ جب میں لدھیانہ پہنچا تو حضرت مسیح موعود ونکیفیلڈ گنج میں چودھری نبا کے احاطہ میں ایک کوٹھری میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں متواتر تین دفعہ گیا۔ مگر ہر دفعہ یہی جواب ملا۔ کہ حضرت خلوت نشین ہیں کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ میں نے حضرت حامد علی صاحب مرحوم سے کہا کہ حضور سے یہ کہدیں کہ ایک نومسلم لڑکا آپ کی زیارت کے لئے آیا ہے اور اس کی یہ آمد تیسری بار ہے اور وہ کہتا ہے۔ کہ مہربانی کر کے مجھے اجازت کا موقع دے دیجئے۔ حافظ صاحب نے بھی جرأت کی اور بلند آواز سے حضرت جی کہکر عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا ان کو اندر بھیج دو

جب میں اندر داخل ہوا میں نے حضرت سے مصافحہ کیا حضرت صاحب نے میری طرف دیکھا میں نے حضرت صاحب کی طرف دیکھا اسی وقت میری حالت میں ایک تبدیلی ہو گئی۔ اور میں نے بے اختیار کہدیا کہ حضرت مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمائیں۔ اور میں آپکے ساتھ ہی ساتھ رہنا چاہتا ہوں حضور نے فرمایا "ابھی وقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو وقت دے دیگا"

یہ عشاء کا وقت تھا۔ بعد میں حضور نے عشاء کی نماز پڑھائی میں نے اور ایک دو آدمیوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر حضور نے مجھے ایک روپیہ دیا۔ لدھیانہ میں میرے آنے سے بڑی شورش ہو گئی۔ اسلئے میں علی الصباح مالیر کوٹلہ واپس ہو گیا۔ میرے خیال میں یہ واقعات ۱۸۸۸ء اور ۱۸۸۹ء کے مابین کے ہیں۔

لدھیانہ کی آمد

میں ان ہی حالات میں ایک سال تک مالیر کوٹلہ ٹھیرا رہا۔ اور پھر لدھیانے چلا آیا۔ یہاں نواب علی محمد صاحب رئیس جھجر کے احاطہ کی مسجد میں ٹھیرا۔ مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لڑکوں کو پڑھایا کرتے تھے میں بھی ان سے فارسی اور قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے لگ گیا اور کچھ عرصہ پڑھتا رہا۔

پھر چودھری احمد یار صاحب سے واقفیت ہو گئی۔ وہ مجھے اپنے محلے میں پڑانے بازار میں لے گئے۔ میں ان کے مکان میں رہتا رہا۔

(باقی آیندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

حضرت حاجی ملک نور الدین پنشنر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات زندگی

(از قلم جناب شیخ اصغر علی صاحب گورنمنٹ پنشنر)

بھائی صاحب مرحوم سے میرا اوائل عمر سے تعلق تھا عمر میں مجھ سے چار سال چھوٹے تھے۔ میری اور ان کی بیعت بھی ۱۸۹۷ء کی ہے۔ آپنے ۶۱ سال کی عمر میں ۲۳؍۱۴ کو وفات پائی ہے۔ آپ کا قابل رشک انجام بخیر ہوا ہے۔ اور آپ دینی اور دنیاوی پہلو سے ہر طرح کامیاب گئے ہیں آپ کا اصل وطن پنڈ دادن خان تھا۔ میں نے بھی پنڈ دادنخاں میں تعلیم پائی تھی کیونکہ والد اور سیر تھے۔ اور ہیڈ ماسٹر اور سیکنڈ ماسٹر اسکول پنڈ دادنخان بھی میرے بزرگوں میں سے تھے۔ جب میں ۱۸۸۶ء میں پنڈ دادنخاں کے سکول میں داخل ہوا تھا تو بھائی صاحب مرحوم مسجد میں قران کریم پڑھا کرتے تھے۔ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ میں مڈل کلاس میں تھا کہ جب آپ سکول میں داخل ہوئے تھے۔ آپ اُن لڑکوں میں سے تھے۔ جو سکول ٹائم کے علاوہ ہمارے مکان پر آکر بھی پڑھا کرتے تھے۔ میری اور آپ کی بہت محبت تھی مڈل پاس کرنے کے بعد آپنے میرے چچا صاحب سے نقشہ اور پیمائش وغیرہ کا کام سیکھا اور پھر محکمہ پارک ماسٹری میں جہلم میں نوکر ہو گئے۔ کچھ عرصہ آپنے عارضی طور پر اورسیری کا کام بھی کیا۔ اور پھر دفتر میں نقشہ نویسی پر مستقل لگ گئے ۱۸۹۶ء میں بھائی صاحب مرحوم کی شادی ہوئی۔ برات پنڈدادنخان سے بھیرہ گئی تھی۔ میں اتفاق سے پنڈدادنخان آیا ہوا تھا۔ میں برات میں شامل تھا۔ حضرۃ خلیفۃ المسیح اول رض نے ان دنوں جموں سے آکر بھیرہ میں اپنا مطب کھولا ہوا تھا۔ بھائی صاحب مرحوم کے خسر حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم حضرت خلیفہ اول کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت اقدس نے ہی اپنے ہاں برات کو اتارا اور خاطر و تواضع کی اور نکاح بھی حضور نے پڑھا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میرے چچا نے مجھکو جہلم بھیجا کہ میں بھائی صاحب مرحوم کے پاس رہ کر نقشہ کا کام سیکھ سکوں میں انکے پاس دو ماہ کے قریب رہا تھا۔ وہاں میں نے ان کی زندگی قابل رشک دیکھی۔ اپنے محکمہ کے علاوہ ہر ایک ملنے والے کی نگاہ میں آپ نہایت پاکباز اور پکے مسلمان تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پورے پابند تھے لغویات سے پوری پرہیز تھی۔ حقہ تک آپنے نہیں چھوا اپنے اور بیگانے کی خدمت کر کے آپ خوش ہوا کرتے۔ اس کے بعد میں اور آپ ۱۹۰۵ء میں لائل پور اکھٹے ہوئے۔ وہاں ۱۹۱۵ء تک رہے اس زمانہ میں آپ سکریٹری جماعت احمدیہ تھے۔ سلسلہ کے کاموں کو نہایت خلوص کے ساتھ کیا کرتے اور باہر سے آنے والے برادران جماعت کو عموماً اپنے ہاں ٹھیراتے۔ ان کی خدمت کر کے خوش ہوتے ہم نمازیں آپکے مکان پر پڑھا کرتے تھے۔ لائل پور میں ہیضہ کی وبا بڑی اور شدت کے ساتھ پڑی مجھ کو خوب یاد ہے کہ آپ بڑی دلیری کے ساتھ بہت سے مرنے والوں کی خدمت کی اور جنازوں کے ساتھ کندھا دیتے ہوئے قبرستان جاتے رہے۔ جو شہر سے دو میل کے قریب تھا۔ جبکہ مرنیوالوں کے رشتہ دار بھی پاس آنے سے گھبراتے تھے۔ لائل پور میں احمدیت کا آپنے پورا نمونہ دکھلایا۔ لائل پور سے تبدیل ہو کر آپ راولپنڈی تشریف لیگئے اور وہاں کے قیام میں جو ۱۹۲۸ء تک رہا قابل رشک زندگی بسر کی ہے۔ اور احمدیت کا نہایت نیک نمونہ دکھایا۔ اپنے قیام راولپنڈی میں آپ امیر جماعت احمدیہ بھی رہے

آپ کی ملازمت کے زمانہ میں بہت سے شاگردوں کو اپنے پاس سے اوزار وغیرہ دیکر کام سکھایا کرتے۔ اور آپکے کئی شاگرد اچھی اچھی ملازمتوں میں ان کی روحیں آپکے حق میں دعائیں کر رہی ہیں۔ عام پبلک میں بھی ہر جگہ آپ کو بہت نیکی سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔ جب کبھی کسی نے کوئی کام کرنا چاہا بغیر اجرت کے آپنے خود کر دیا۔ یا شاگردوں سے کرا دیا۔

۱۹۲۸ء میں آپنے پنشن لے کر ...... دارالامان میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ اور پھر یہاں آکر جو آپنے سلسلہ عالیہ کے کام خلوص دلی سے بغیر کسی معاوضے کے کئے ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ مرکز میں ناظم سپلائی دستور کا نہایت ذمہ واری کا عہدہ جس خوبی کے ساتھ آپنے نبھایا ہے وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ اس کام کے علاوہ اور بھی کئی کام آپ کو کرنا پڑے ہیں آپنے اپنی صحت کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت خوبی کے ساتھ اُن کو کیا ہے۔

سلسلہ کی اور بہت سے بزرگان کی عمارتیں بنوائیں ان عمارتوں میں بعض عمارتیں ام المومنین متعنا اللہ لطول حیاتہا کے لئے بھی بنوائیں۔ لیکن حضرت ملک صاحب کا نظریہ ان عمارتوں کے متعلق بہت بلند تھا۔ وہ جس خیال سے کام کرتے تھے اور جس شوق سے کام کرتے تھے اس کا پتہ ان کے ایک خط سے لگ سکتا ہے جو آپنے حضرت ام المومنین کو لکھا۔ وہ خط ذیل میں درج کر دیتے ہیں۔

بحضور حضرت ام المومنین صاحبہ و حضرت میاں بشیر احمد صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ سراسر فضل ہے اس کا کہ میں آیا پسند
ورنہ اس درگاہ میں کیا کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس عاجز کو آپکی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ اس کا فضل ہے کہ اس نے اس مبارک کام کے اختتام تک مجھے خیر و عافیت سے رکھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

میرے آقا! دوران تعمیر میں مجھ سے اکثر غلطیاں ہوئیں۔ جو میری ناتجربہ کاری کا باعث تھیں جس کو حضور نے ازراہ کرم معاف فرمایا

میرے آقا! میں نے یہ کام کسی انعام کی خاطر نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا ایک فضل سمجھ کر محنت کوشش اور اپنی طرف سے اخلاص سے کیا۔ حتیٰ کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اس کام کی خاطر میرے واسطے دعا فرمائیں۔ کیونکہ میں اس کو بھی معاوضہ سمجھتا ہوں۔ ویسے تو میں آپ کی دعاؤں کا ہر وقت محتاج ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

طفیل مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اب صرف ایک ہی خواہش باقی ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین۔ سو مجھے یقین ہے کہ جس مولیٰ نے مجھے دنیا میں اپنے فضل سے سب کچھ دیا ہے۔ وہ اس جہان میں بھی مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ لہٰذا التجا ہے کہ حضور مجھے اپنا ایک خادم سمجھ کر آئندہ بھی جو خدمت میرے لائق ہو اس سے سرفراز فرمایا کریں تاکہ باقی ایام زندگی آپ کی خدمت میں گذریں۔

والسلام

خاکسار

محتاج دعا۔ نورالدین

(نوٹ) اس کے بعد ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ جناب میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت کا وہ مضمون بھی شائع کر دیں جو آپ نے ۱۷ر نومبر کو مؤقر الفضل میں شائع کرایا ہے۔ (ایڈیٹر)

اذکروا موتاکم بالخیر

ملک نورالدین صاحب کا انتقال

احمدی احباب کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ جناب حاجی ملک نورالدین صاحب گورنمنٹ پنشنر جو ہجرت کر کے قادیان کے محلہ دارالفضل میں کئی سال سے مقیم تھے ۱۳ر اکتوبر کو اس دار فانی سے دار جاودانی کو منتقل ہو چکے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

ملک صاحب مرحوم پنشن لے کر جب قادیان آئے۔ تا دم مرگ نظارت ضیافت میں آنریری خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پہلے آپ لنگر خانہ اور مہمان خانہ کے کام کے لئے۔ ناظر ضیافت کے پرسنل اسسٹنٹ کے طور پر مقرر ہوئے۔ پھر جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کمیٹی کے ممبر ہو کر ناظم سپلائی و سٹورز کا کام کرتے رہے آپ نے میرے ساتھ مل کر چونکہ سالہا سال تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ مندرجہ عنوان حدیث شریف کے مطابق۔ کہ اپنے مرنیوالوں کا ذکر خیر کیا کرو۔ مختصراً آپ کی خوبیوں اور خدمات کی طرف اشارہ کروں:۔

ملک صاحب مرحوم کی صحت خدا کے فضل سے اچھی تھی۔ اور باوجود بڑھاپے کے چلنے پھرنے اور کام کرنے میں چستی چالاکی اور نشاط آمیز طریق اختیار کئے ہوئے تھے۔ جلسہ کے ۱۲ ہزار روپے کے اخراجات حسابات کے مطابق مختلف ٹھیکہ داروں سے کو ٹھے کرنا۔ تمام اجناس کی سپلائی کرنا۔ گوشت لکڑی کوئلہ اور گندم وغیرہ وغیرہ کے سٹور قائم کرنا۔ مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ اور دیگر تمام تعمیری کاموں کی نگرانی کرنا۔ امرتسر اور بٹالہ سے ہر قسم کا سامان منگوانا اردگرد کے دیہات سے کسیر پرالی وغیرہ کے تین سو سے زائد گڈے مہیا کر دو لے۔ پھر جلسہ کے اختتام پر ۱۲ ہزار روپیہ کی ادائیگی۔ جس میں ٹھیکہ دار و ں کے علاوہ خاکروب۔ سقے۔ باورچی۔ نانبائی۔ مزدور مل ملا کر سینکڑوں آدمیوں کے بلوں کی پے منٹ ہوتی تھی۔ ملک صاحب مرحوم نہایت ہمت اور توجہ اور محنت سے سرانجام فرماتے تھے۔ اور کبھی کوئی حسابی غلطی وقوع پذیر نہیں ہوئی۔ پھر ان سب پر مزید بات یہ ہے کہ ہر کام میں نہایت دیانتداری سے سلسلہ کے اموال کی حفاظت جہاں تک ممکن ہوتی آپ ملحوظ رکھتے۔

غرض چھ سال تک ملک صاحب مرحوم نظارت ضیافت میں سلسلہ کی خدمات میں مصروف رہے اور آنریری خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اور علاوہ ان مستقل خدمات کے سلسلہ اور سلسلہ کے بزرگان کی متفرق خدمات بھی وقتاً فوقتاً آپ اختیار کرتے رہے۔ آپ اپنے محلہ دارالفضل کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔ امور عامہ میں بھی کام کرتے رہے ہیں۔ حضرت امیرالمومنین کی کوٹھی واقعہ دارالانوار آپ ہی کی زیر نگرانی تیار ہوئی مختلف احباب اپنے مکانات کے نقشوں کی تیاری میں مرحوم سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ غرض مرحوم ایک مرنجان مرنج نافع الناس اور خدمت گذار بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرما دے اور قبر حشر و نشر اور پل صراط کے ہم و غم سے آپ کو نجات عطا فرما کر بہشت بریں میں جگہ دے اور آپ کی خدمت کو قبول فرماتے ہوئے آپ کے مدارج میں ترقی عطا فرمائے اور آپ کے بیوی بچوں اور متعلقین کو صبر جمیل بخشے۔ اور ان سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

سید محمد اسحاق ناظر ضیافت

دار الامان کا ہفتہ

حضرت امیرالمومنین کو اس ہفتہ درد کی طرف سے تو افاقہ ہوا۔ مگر کھانسی کی سخت تکلیف ہو گئی۔ لیکن ۲۸ر نومبر کی ڈاکٹری رپورٹ ہے کہ اب اس میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ اور عام صحت اچھی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب کی صحت ابھی تک خراب چلی آ رہی ہے۔ ان کی بحالی صحت کیلئے بھی دعا جاری رکھیں

قادیان میں ایک مشتبہ نوجوان کی گرفتاری

۱۵ر نومبر کو ایک نوجوان کو مشتبہ حالات میں قادیان میں آیا۔ اور غالباً کسی برے قصد سے وارد ہوا۔ پولیس نے گرفتار کیا۔ اس کے پاس ایک فٹ لمبی چھری کپڑوں سے تلاشی پر ملی۔ وہ امرتسر سے آیا تھا۔ پولیس نے اس کا چالان کر دیا ہے

ولائم و حفلات

اس ہفتہ میں قادیان میں بہت سی تقریبیں ایسی ہوئیں جو ولائم اور حفلات کا رنگ لئے ہوئے تھیں۔ اور ان میں سے اکثر میں حضرت امیرالمومنین نے شمولیت فرمائی۔

تکمیل مکان

میاں روشن الدین صاحب مہاجر نے ۱۳ر نومبر کو تکمیل مکان کی خوشی میں دعوت دی جس میں حضرت امیرالمومنین نے بھی شرکت فرمائی

سنگ بنیاد

مکرمی ڈاکٹر فضل دین صاحب جو کہ کمپالہ میں ملازم ہیں کے دوسرے مکان کا سنگ بنیاد حضور نے ۱۴ر نومبر کو ۹ بجے صبح اپنے دست مبارک سے رکھا۔ یہ مکان محلہ دارالعلوم میں حضرت مولوی شیر علی صاحب کے مکان کے قریب ہی بن رہا ہے۔ حضور نے شمال۔ مشرقی کونے میں پانچ اینٹیں اپنے دست مبارک سے رکھیں۔ اور لمبی دعا کی۔ اس تقریب پر بہت سے بزرگ دعا کے لئے جمع تھے۔ مکرمی مولوی فخرالدین صاحب ملتانی نے جو اس مکان کے مہتمم ہیں مٹھائی بھی تقسیم کی۔

ولیمہ

اخویم شیخ محمد حیات صاحب پراچہ نے ۱۶ر نومبر کو اپنے رخصتانہ کی تقریب پر ایک سو احباب کو دعوت ولیمہ دی۔

نیز ۱۸ر نومبر کو مولوی محمد عالم صاحب بھاگلپوری نے اپنے بیٹے میاں نذیر احمد صاحب کے ولیمہ کی دعوت کی۔ میاں نذیر احمد صاحب حضرت اقدس کے موٹر ڈرائیور ہیں۔

افتتاح بورڈنگ جامعہ احمدیہ

۱۹ر نومبر کو بعد نماز عصر جامعہ احمدیہ کے بورڈنگ کا افتتاح ہوا۔ حضرت اقدس نے شمولیت فرمائی۔ جناب سید میر محمد اسحٰق صاحب نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ حضور نے جامعہ میں تقریر بننے والے مبلغین کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کا سب سے بڑا امتیاز اتقاء ہونا چاہیئے۔ اس تقریب پر ایک ٹی پارٹی بھی دی گئی۔ پروفیسر سردار مصباح الدین صاحب جو ہمارے مجاہدین میں سے ہیں۔ اور عرصہ تک لندن میں سلسلہ کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس دارالاقامہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس اہم خدمت کے سرانجام کرنے کی توفیق دے

لیکچر

۲۰ر نومبر کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت جناب میر محمد اسحاق صاحب مولوی عتیق الرحمٰن صاحب جالندھری دیوبندی کا لیکچر ہوا۔ یہ صاحب تھوڑے عرصہ سے احمدی ہو گئے ہیں۔ آپ نے اپنے احمدی ہونے کے اسباب اور حالات سنائے۔

ان کے بعد حضرت مولانا نیر نے تقریباً پونہ گھنٹہ ایک اعلیٰ درجہ کی تقریر کی۔ دعا کے بعد صدر کے مختصر الفاظ سے جلسہ برخاست ہوا۔

وفات

ملک محمد طفیل صاحب تاجر کا بچہ بعمر چار سال ۱۹ر نومبر کی رات کو بعارضہ ٹائیفائڈ فوت ہو گیا۔ والدین کو بچے کی وفات کا صدمہ ہونا لازمی اور ضروری تھا۔ مگر ملک صاحب نے رضا بالقضاء کا پورا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ملک صاحب کو صبر جمیل دے۔ اور اس بچہ کا نعم البدل عطا فرمائے۔

ولادت

حضرت سید میر مہدی حسین صاحب کے صاحبزادے سید محمد باقر صاحب خوشنویس کے گھر میں ۱۹ر نومبر ۱۹۳۴ء کو خدا تعالیٰ نے بچی دی۔

اللہ تعالیٰ عمر دے۔ اور دینی صفات پیدا کرے۔ (آمین)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع ترابی منزل الحکم سٹریٹ قادیان دارالامان سے شائع ہوا)